تحت اللفظ مرثیہ: ۷

درحالِ حضرت سید الشہدؑا مظلومِ کربلا امام حسینؑ

حسبِ فرمائش محترمی جناب ڈاکٹر سید یاور عباس صاحب یاور بالقابہ، کراچی

۱

ہو گیا پردۂ مغرب میں جو خورشید نہاں
شبِ عاشور محرم ہوئی عالم میں عیاں
حکم سے قبلۂ دیں کے ہوئی مغرب کی اذاں
نکلے خیمے سے بہ تعجیل امامِ دوجہاں
سب عزیز و رفقا بہرِ عبادت آئے
شاہِ مظلوم بصد شانِ امامت آئے

۲

ختم جب کر چکے وہ سب شبِ آخر کی نماز
مڑ کے فرمانے لگے سب سے شہنشاہِ حجاز
ہو گا کل غرق بخوں، آلِ محمدؐ کا جہاز
واقف اللہ ہے جو میری شہادت میں ہے راز
جس کو جانا ہے اِسی وقت وہ رخصت ہو جائے
دوش پر میرے سبک بارِ شہادت ہو جائے

۳

کہہ کے یہ کر دیا گل شمعِ امامت نے چراغ
دل تھا سب کا جو مئے الفتِ سرور کا اَیاغ
بولے آپس میں ہمیں مل گیا جنت کا سراغ
کاش پا جائیں کہیں عالمِ فانی سے فراغ
سر قدم پر شہِ والا کے فدا ہو جائے
حق رفاقت کا کسی طرح ادا ہو جائے

۴

رات بھر قبلۂ عالم رہے مشغولِ نماز
تھی یہ سجدوں میں دعا حق سے بصد راز و نیاز
میں ترا بندۂ ناچیز ہوں تو بندہ نواز
تجھ سے پنہاں نہیں معبود میرے قلب کا راز
میں ہوں ہر حال میں خواہاں تری خوشنودی کا
دھیان ہر وقت ہے اسلام کی بہبودی کا

۵

تو نے کی تھی مجھے دولت جو عنایت مولا
نذر کر آیا ہوں لے کر وہ امانت مولا
تو جو چاہے تو ہو جلد اس سے فراغت مولا
ہو مدد سے تری تکمیلِ شہادت مولا
صبر کی شان زمانے کو دکھائے شبیرؑ
سب کو لے کر تیرے دربار میں آئے شبیرؑ

۶

تھے ابھی محوِ مناجات شہنشاہِ ہُدیٰؑ
یک بیک صبح کا گردوں پہ ستارہ چمکا
پھول کھلنے لگے چلنے جو لگی بادِ صبا
ہر طرف پھیل گئی باغ میں خوشبوئے وفا
بن گیا دشتِ بلا خیز سراسر گلزار
یعنی گلزار در آغوشِ بہتّر گلزار

۷

آئی اتنے میں دبے پاؤں نسیمِ سحری
دیکھ کر حالِ چمن یہ کہا اور آہ بھری
گو ہیں بے آب و شجر پھر بھی ہے ہر شاخ بھری
تین دن سے ہے فقط پھولوں میں شبنم کی تری
نخل مانیں گے جو غنچوں کی زبانی پانی
بحر و بر شَرم سے ہو جائیں گے پانی پانی

۸

ڈالیاں جھوم کے الجھیں جو چلی تیز ہوا
تیر خاروں کے گڑے چاک ہوئی گل کی قبا
لبِ خاموش سے یہ دیکھ کے غنچوں نے کہا
ہم کِھلیں گے تو یہی حال ہمارا ہو گا
کاش کِھلنے ہی سے پہلے ہمیں توڑے گل چیں
ساتھ میں پھولوں کے ہم کو بھی نہ چھوڑے گل چیں

۹

یہ وہ گلشن ہے جسے اہل وفا نے سینچا
رہروِ منزلِ تسلیم و رضا نے سینچا
یاورِ بادشہِ کرب و بلا نے سینچا
اپنا خوں دے کے بہتّر شہدا نے سینچا
خوں جو اصغرؑ نے دیا پھر کوئی حجت نہ رہی
حشر تک سینچنے کی اس کے ضرورت نہ رہی

۱۰

اہل دل کہتے ہیں یہ ہے وہ قیامت کی سحر
دی تھی جس صبح کی محبوبِ الٰہی نے خبر
منتظر جس کے تھے بچپن سے شہِ جن و بشر
اس کی تنویر میں حق آئے گا دنیا کو نظر
آج تک ایسی سحر آئی نہ آئے گی کبھی
ایسے گل کوئی سحر اب نہ کِھلائے گی کبھی

۱۱

وہ سحر جو ہے دلِ سبطِ پیمبرؐ کا قرار
جس کی آمد سے ہوئی دشت کی قسمت بیدار
دیکھنے آئی ہے جو گلشنِ زہراؑ کی بہار
جس سے روشن ہوا پھر دینِ رسولِ مختارؐ
وہ سحر جس میں ہوئی ناقص و کامل کی تمیز
روشنی میں ہوئی جس کی حق و باطل کی تمیز

۱۲

دیکھ کر سوئے فلک بولے امامِ دوسرا
یہ سحر وہ ہے کہ جس میں ہے عبادت کا مزا
پاس پھر اپنے بلا کر علی اکبرؑ سے کہا
میری خواہش ہے کہ تم آج اذاں دو بیٹا
دی جو اکبرؑ نے اذاں شاہِ زمن رونے لگے
ہائے نانا کہا اور اشکوں سے منھ دھونے لگے

۱۳

فوجِ اعدا میں بھی جو جو تھے مُسِنِ اہلِ عناد
سن کے آواز یہ بولے کہ نبیؐ آ گئے یاد
خیمۂ شہ میں صدا تھی کہ الٰہی فریاد
کہتے تھے سرورِ دیں ہے یہ میرا دُرِّ مراد
صاف ظاہر ہے سراپائے نبیؐ ہے اکبرؑ
شان کہتی ہے کہ ہم شانِ علیؑ ہے اکبرؑ

۱۴

خیمۂ اہلِ حرم میں گئی جس دم یہ صدا
ہاتھ اٹھا کر یہ ہر اک بی بی نے کی حق سے دعا
رکھ زمانے میں اس آواز کو اے ربِّ عُلا
سب سے خوش ہو کے یہ کہنے لگی بنتِ زہراؑ
یہ دعا مانگو ، سدا خَلق میں اسلام رہے
نام اللہ کا جب تک رہے یہ نام رہے

۱۵

ختم ابھی ہونے نہ پائی تھی یہ زینبؑ کی دعا
اُس طرف فوجِ یزیدی میں بجا طبلِ وغا
پھیر کر شہؑ نے سلام اپنے رفیقوں سے کہا
کرتے ہیں رَن میں مُبَارِز طلبی اہلِ دغا
کچھ نہیں فکر جو کثرت پہ ہیں نازاں اعدا
یوں کرو جنگ کہ ہو جائیں پریشاں اعدا

۱۶

کہہ کے یہ سرورِ دیں خیمۂ اطہر میں گئے
اسلحہ جنگ کا سجنے کے لئے گھر میں گئے
بہرِ رخصت حرمِ حیدرِ صفدرؑ میں گئے
اشک برساتے ہوئے آل پیمبرؐ میں گئے
یاس سے سب رخِ سلطانِ امم دیکھتے تھے
شاہ ہر ایک کو بادیدۂ نم دیکھتے تھے

۱۷

رو کے زینبؑ سے یہ فرمانے لگے شاہِ امم
تم بھی سنتی ہو بجاتے ہیں جو باجے اظلم
ہم سے آمادۂ پیکار ہیں یہ اہلِ ستم
آج سہنا ہے تمہیں میری جدائی کا الم
سب سے ہوتا ہوں جدا حق کی حمایت کے لئے
میں یہاں آیا ہوں واللہ شہادت کے لئے

۱۸

دینِ اللہ کا جاں دے کے بچائے گا حسینؑ
سرخرو پیشِ نبیؐ خلق سے جائے گا حسینؑ
جوہرِ صبر و رضا آج دکھائے گا حسینؑ
چند بار اور ابھی خیمے میں آئے گا حسینؑ
رن سے آئیں گی عزیز و رفقا کی لاشیں
ظہر تک لاؤں گا گھر میں شہدا کی لاشیں

۱۹

سن کے یہ اہلِ حرم میں ہوا اک حشر بپا
سب کو سمجھا کے گئے خیمے سے باہر مولا
منتظر تھے درِ دولت پہ جو سب اہلِ وفا
بپئے تسلیم جھکے وہ تو یہ حضرت نے کہا
ہے دعا قربِ شہنشاہِ رسالت ہو نصیب
فضلِ حق سے مرے پیارو تمہیں جنت ہو نصیب

۲۰

چڑھ کے رہوار پہ جس دم شہِ ابرار چلے
سر پہ کھولے علمِ سبز علمدار چلے
ہو کے صف بستہ عزیزانِ خوش اطوار چلے
ان کے پیچھے بأدب شاہؑ کے انصار چلے
شہ کے ہمراہ تھی یوں فوجِ خدا شان کے ساتھ
جیسے قرآن کی تفسیر ہو قرآن کے ساتھ

۲۱

پہنچے میدانِ وغا میں جو بصد جاہ و حشم
دیکھا آمادۂ پیکار ہے فوجِ اظلم
بڑھ کے عباسؑ نے میدان میں گاڑا جو علم
تول کر نیزہ و شمشیر بڑھے اہلِ ستم
شہؑ نے فرمایا پیمبرؐ کا نواسا ہوں میں
ظالمو تین شب و روز کا پیاسا ہوں میں

۲۲

کُل بہتّر ہیں مرے ساتھ عزیز و رفقا
جن میں بچے بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں دیکھو تو ذرا
جنگ کے واسطے آتا جو میں اے فوجِ دغا
اپنے ہمراہ نہ یوں اہلِ حرم کو لاتا
مجھ کو مہمان بلا کر یہ ستم کرتے ہو
نخلِ اخلاق و مروّت بھی قلم کرتے ہو

۲۳

کرنے پائے تھے نہ شہ حجتِ آخر بھی تمام
شمر نے دیکھا کہ برہم ہوا فوجوں کا نظام
پسرِ سعد سے جا کر یہ کیا اس نے کلام
چلیے خیمے سے نکل کر کہ برا ہے انجام
منتشر فوج کے افسر ہیں خدا خیر کرے
حر کے بگڑے ہوئے تیور ہیں خدا خیر کرے

۲۴

سن کے یہ خیمے سے گھبرا کے وہ اکفر نکلا
ہو کے آزاد اِدھر حرِّ دلاور نکلا
مَعِ فرزند و برادر جو وہ صفدر نکلا
روکنے کے لئے اس سمت سے لشکر نکلا
لاکھ سمجھایا بنِ سعد نے لیکن نہ رکا
ٹھیس فطرت کو لگی جذبۂ باطن نہ رکا

۲۵

تھا ابھی راہ میں وہ عاشق و شیدائے حسینؑ
میہماں کو وہیں لینے کے لئے آئے حسینؑ
ساتھ اپنے جو بالطاف وکرم لائے حسینؑ
چومتا جاتا تھا وہ نقشِ کفِ پائے حسینؑ
ہاتھ باندھے ہوئے کہتا تھا گنہگار ہوں میں
دیجے تعذیر کہ حضرت کا خطاوار ہوں میں

۲۶

شہؑ نے فرمایا کہ بخشے گئے سب تیرے گناہ
نار سے ہو گیا آزاد ملی خلد کی راہ
سرخرو جائے گا تو حشر کے دن پیشِ الٰہ
بھائی میں تجھ سے رضامند ہوں خالق ہے گواہ
پاک طینت ہے حق آگاہ وخوش انجام ہے تو
آج سے محسنِ پیغمبرؐ اسلام ہے تو

۲۷

اٹھ کے پاؤں سے یہ کہنے لگا حرؓ جرّار
اے شہنشاہِ زماں بادشہِ عرش وقار
اِنہیں قدموں کے تصدق میں ملا دل کو قرار
اب یہ خواہش ہے عطا مجھ کو ہو اذنِ پیکار
لشکرِ شام کو جا کر تہہ صمصام کروں
خدمتِ شاہ میں آیا ہوں تو کچھ کام کروں

۲۸

حر کے اصرار پہ مجبور ہوئے شاہِ انام
پائی رخصت تو اَدب سے کیا آقا کو سلام
چڑھ کے گھوڑے پہ چلا جب وہ سوئے لشکرِ شام
چشم پُر آب ہوئے دوست کی فرقت میں امامؑ
پہنچا میدان میں لڑ بھڑ کے شہادت پائی
دارِ فانی سے رہا ہوتے ہی جنت پائی

۲۹

لاشۂ حر کو جو مقتل سے اٹھا لائے حسینؑ
شاہ روتے تھے عزیز و رفقا تھے بے چین
خیمۂ اہلِ حرم میں تھا بپا شیُون وشین
جیسے کرتا ہے کوئی غم میں عزیزوں کے بَین
خیمۂ شہ سے جو آوازِ بُکا آتی تھی
دشت سے گریۂ زہراؑ کی صدا آتی تھی

۳۰

بعدِ حر رَن میں گئے سارے عزیز و انصار
باری باری ہوئے سب شاہ کے قدموں پہ نثار
روئے ہر ایک کے لاشے پہ امامِ ابرار
مختصر یہ کہ بنایا علی اصغرؑ کا مزار
کوئی باقی نہیں اب بے کس وتنہا ہیں حسینؑ
غم و اندوہ کی تصویر سراپا ہیں حسین

۳۱

رو کے فرماتے ہیں عباسِؑ دلاور آؤ
کبھی کہتے ہیں کہ بیٹا علی اکبرؑ آؤ
ہم بلاتے ہیں تمھیں قاسمِ بے پر آؤ
بھانجو لختِ دلِ زینبِؑ مضطر آؤ
کبھی انصار کی فُرقت میں بُکا کرتے ہیں
تھام کے دل کو کبھی شکرِ خدا کرتے ہیں

۳۲

جب گئے خیمۂ عصمت میں شہنشاہِ امم
دیکھا سب بیبیاں روتی ہیں بصد درد و الم
دیکھ کر بھائی کو زینبؑ نے کہا ہائے ستم
کاش اِس وقت سے پہلے ہی نکلتا مرا دم
اب نہ لشکر کا علم ہے نہ علمدارِ حسینؑ
قتل سب ہو گئے افسوس مددگارِ حسین

۳۳

کس سے فریاد کرے کس کو بلائے زینبؑ
جان اب بھائی کی کس طرح بچائے زینبؑ
حکم اللہ و پیمبرؐ کا جو پائے زینبؑ
بدلے ماں جائے کے جاں اپنی گنوائے زینبؑ
دل جگر ہوتے ہیں شق شاہ کی تنہائی پر
پڑ گیا ہائے عجب وقت مرے بھائی پر

۳۴

شہؑ نے فرمایا بہن صبر کا ہے یہ ہنگام
منحصر ہے مرے مرنے پہ بقائے اسلام
دین نانا کا جو پیارا ہے تمھیں مثلِ امام
شکرِ معبود کا لازم ہے بوقتِ آلام
سر کھلے کوچہ و بازار میں جانا زینبؑ
قوتِ صبر زمانے کو دکھانا زینبؑ

۳۶

کہہ کے یہ زینبِؑ بے کس سے شہِ عرش اَساسؑ
آئے بادیدۂ نم عابدِ بیمارؑ کے پاس
بھر کے اک آہ یہ فرمایا مرے رتبہ شناس
ہم اکیلے ہوئے اکبرؑ ہیں نہ اب ہیں عباسؑ
عصر کے بعد بپا ہو گی قیامت بیٹا
اب اٹھانا ہے تمھیں بارِ امامت بیٹا

۳۶

سن کے آوازِ پدر ہوش میں آیا بیمار
شہ نے فرمایا ذرا اہلِ حرم سے ہشیار
منتظر خلد میں ہیں میرے رسول مختارؐ
اب تمھیں چھوڑ کے میں جاتا ہوں اَے سینہ فگار
جوہرِ صبر مرے بعد دکھانا بیٹا
لے کے ماں بہنوں کو دربار میں جانا بیٹا

۳۷

ابھی کرتے تھے یہ بیٹے سے وصیت شہِ دیں
دیکھا بادیدۂ نم آتی ہے بانوئے حزیں
شہؑ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کیوں ہو غمگیں
عرض کی کیا کہوں اے دوشِ محمدؐ کے مکیں
ہائے کن آنکھوں سے تقدیر بگڑتے دیکھوں
کوکھ تو اجڑی ہی تھی مانگ اجڑتے دیکھوں

۳۸

شہؑ نے فرمایا کہ قسمت سے بشر ہے مجبور
وہی ہوتا ہے کہ جو ہوتا ہے حق کو منظور
چھوڑ کر سب کو میں اب جاتا ہوں خالق کے حضور
تم کو ہر حال میں لازم ہے کرو شکرِ غفور
دیر ہوتی ہے خدا حافظ و ناصر باتوؔ
جا کے اب ٹھہرے گا منزل پہ مسافر باتوؔ

۳۹

سب سے مل کر جو چلے بادشہِ عرش وقار
وا حسینا کی ہوئی آلِ محمدؐ میں پکار
آئے خیمے سے نکل کر جو قریبِ رہوار
یاد آئے شہِ والا کو عزیز و انصار
راس وچپ دیکھ کے منھ اشکوں سے دھوتے تھے حسینؑ
اپنی تنہائی پہ دل تھام کے روتے تھے حسینؑ

۴۰

چاہتے تھے شہِ والا کہ فرس پر ہوں سوار
دیکھا خیمے سے نکلتی ہے بہن سینہ فگار
لب پہ ہے آپ کی تنہائی پہ زینبؑ ہو نثار
ہائے کس سے کہوں تھامے جو رکابِ رہوار
کیا کروں عونؑ و محمدؑ بھی میرے پاس نہیں
بےکسوں کا جو سہارا ہے وہ عباسؑ نہیں

۴۱

بےکسی آپ کی اب کس کو دکھائے زینبؑ
بہرِ امداد کسے آہ بلائے زینبؑ
ہو اجازت تو مدد کے لئے آئے زینبؑ
ہوں سوار آپ تو پھر خیمے میں جائے زینبؑ
یاد آئی مجھے بابا کی وصیت بھائی
میں ادا اس کو جو کرلوں تو ہوں رخصت بھائی

۴۲

بڑھ کے زینبؑ نے جو چوما شہِ والا کا گلا
بولے شبیرؑ کہ مجھ سے بھی تھا اماں نے کہا
آنا جس وقت پئے رخصتِ آخر بیٹا
چومنا بازوئے زینبؑ میری جانب سے ذرا
کہہ کے یہ بھائی نے ہمشیر کے بازو چومے
روئے اور زینبِؑ دلگیر کے بازو چومے

www.emarsiya.com

۴۳

چڑھ کے گھوڑے پہ روانہ ہوئے جب شاہِ امم
تھام کر دل کو گئی خیمے میں وہ کشتۂ غم
پہنچے میدانِ وغا میں جو بصد جاہ و حشم
بولے کیا قصد تمہارا ہے اب اے اہلِ ستم
میں نے اب تک تمہیں ہر طرح سے سمجھایا ہے
ختم حجت ہوئی اب مجھ کو جلال آیا ہے

۴۴

میں ہوں حیدرؑ کا پسر ہوش میں آؤ دیکھو
خیر اسی میں ہے کہ غصے میں نہ لاؤ دیکھو
اب بھی سنبھلو قدم آگے نہ بڑھاؤ دیکھو
مجھ کو مجبور سمجھ کر نہ ڈراؤ دیکھو
غیظ آیا جو مجھے حشر بپا کردوں گا
ایک ہی حملے میں تم سب کو فنا کردوں گا

۴۵

تم سمجھتے ہو کہ نصرت کو کوئی پاس نہیں
ساتھ قاسمؑ نہیں اکبرؑ نہیں عباسؑ نہیں
غم سے ٹکڑے ہے جگر زیست کی بھی آس نہیں
کس کا فرزند ہوں اس کا تمہیں احساس نہیں
باپ کی طرح سے میں غالبِ ہر غالب ہوں
وارثِ تیغِ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں

۴۶

دیکھو قبضے میں ہے اب تک میری تلوار وہی
تشنۂ خونِ عدو برق شرر بار وہی
خم وہی دم وہی بُرِّش وہی جھنکار وہی
وقت پر دیکھو گے چلنے میں ہے رفتار وہی
جب یہ چمکے گی پرے زیر و زبر کردے گی
صاف اس دشت کو تا حدِ نظر کردے گی

۴۷

ذوالفقار اس کو ہی کہتے ہیں رہے اس کا خیال
یہ اگر نیام سے نکلی تو برا ہو گا مآل
دم میں بھر جائے گا لاشوں سے یہ سب دشتِ قتال
حشر تک ہم سے نہ ہو گا کبھی بیعت کا سوال
ہم کو ہے فکر کہ تا عصر شہادت ہوجائے
ایک حملے میں عیاں زورِ امامت ہوجائے

۴۸

ابھی فرماتے تھے فوجوں سے یہ شاہنشہِ دیں
مضطرب ہو کے یہ کہنے لگے آپس میں لعیں
جنگ کرنا شہِ والا سے کوئی کھیل نہیں
بوتراب ان کے پدر ہیں یہ ہلا دیں گے زمیں
غیظ ان کا غضبِ خالقِ قہار ہے آج
سر بسر دستِ اجل ہاتھ میں تلوار ہے آج

۴۹

اب بھی کیا تم نہیں سمجھے کہ یہ ہے کون حسینؑ
اس کو ہی کہتے ہیں سب سبطِ رسول الثقلینؐ
ہے یہی ابنِ علیؑ فاطمہؑ کا نور العین
وہ علیؑ جو تھا دلِ بانیٔ اسلام کا چین
بت شکن، قلعہ شکن، عقد کشا کہتے ہیں
جس کو سب شیر خدا، دستِ خدا کہتے ہیں

۵۰

جس نے ہر جنگ میں کی احمد مرسلؐ کی مدد
فاتح و صف شکنِ خیبر و احزاب و احد
جس کی طاقت کی تھی حد اور نہ شجاعت کی تھی حد
کلِّ ایماں کی جسے دی تھی محمدؐ نے سند
ایسا دنیا میں کوئی غازی و صفدر نہ ہوا
بھائی بھی جس کا کوئی اس کے برابر نہ ہوا

۵۱

خانۂ حق میں ہوئی جس کی ولادت وہ علیؑ
جو تھا پروردۂ آغوشِ رسالت وہ علیؑ
جس پہ نازاں تھی محمدؐ کی خلافت وہ علیؑ
آج تک جس کی ہے مشہور شجاعت وہ علیؑ
جنگ میں مرحب و عنتر کو پچھاڑا جس نے
انگلیوں سے درِ خیبر کو اکھاڑا جس نے

۵۲

حاملِ رایتِ حق، فارقِ حق و باطل
مردِ میدانِ وغا، جنگ کے فن میں کامل
عبدود کے پسر نحس کا جو تھا قاتل
جس کی اک ضرب عباداتِ جہاں کا حاصل
کفر کو جس نے زمانے سے مٹا کر چھوڑا
جس نے اسلام کو اسلام بنا کر چھوڑا

۵۳

سن کے یہ بولا کوئی سچ ہے نہیں ان کا جواب
ان کے بچے بھی لڑے یوں کہ جواں تھے بے تاب
ہو گئے نذرِ اجل جنگ میں بے حدّ و حساب
بحرِ خوں میں تھے رواں سیکڑوں سر مثل حباب
جنگ تھی سب کی دفاعی کوئی تیار نہ تھا
پاس تیغوں کے سوا دوسرا ہتھیار نہ تھا

۵۴

مشک بھرنے کو ابھی آئے تھے عباسؑ تھا نام
جنگ کرنے کے لئے جن کو نہ تھا حکمِ امامؑ
صرف پانی کے بچانے میں چلی یوں صمصام
دیکھو ہیں کشتوں کے پشتے لبِ ساحل پہ تمام
ہاتھ کٹنے پہ بھی تلوار کا قبضہ نہ چھٹا
پانی لینے کے لئے آئے تھے دریا نہ چھٹا

۵۵

منحصر ان پہ ہے کیا سب ہی بڑا کر گئے کام
سیکڑوں لاکھوں پہ بھاری تھا ہر اک خوش انجام
ہوش اڑ جاتے تھے جب تول کے بڑھتے تھے حُسام
دیکھیے ہوتا ہے اب کیا کہ یہ ہیں کل کے امامؑ
سب یہ دیکھیں گے کہ خالق کے ولی لڑتے ہیں
کربلا میں نہیں خیبر میں علیؑ لڑتے ہیں

۵۶

جا بجا فوجوں میں ان باتوں کا چرچا جو ہوا
شمر نے جا کے بنِ سعد سے فوراً یہ کہا
چلیے خیمے سے نکل کر کہ نہیں ہوش بجا
آ گئے جنگ کے میدان میں خود شاہِ ہُدٰیؑ
سب یہی کہتے ہیں بچنے کا کوئی طور نہیں
خلفِ شیرِ الٰہی ہیں کوئی اور نہیں

۵۷

سن کے یہ شمر سے وہ خیمے سے باہر نکلا
جتنے تھے فوج کے افسر انہیں بلوا کے کہا
ہے یہ کیا حال تمہارا یہ ہوا کیا نقشہ
مضطرب اتنے ہو کیوں ہم کو بتاؤ تو ذرا
خوف اب کس کا ہے کچھ دیر کے مہماں ہیں حسینؑ
اپنی تنہائی پہ اس وقت پریشاں ہیں حسینؑ

۵۸

شاہ کا اب تو کوئی ناصر و یاور بھی نہیں
جو شجاعت کے دھنی تھے وہ غضنفر بھی نہیں
قوتِ قلب و جگر قاسمؑ و اکبرؑ بھی نہیں
جس کا دھڑکا تھا وہ عباسؑ دلاور بھی نہیں
صدمۂ فرقتِ احباب اٹھائے ہیں حسینؑ
شدتِ غم کے سبب جنگ کو آئے ہیں حسین

۵۹

سن کے تقریر بنِ سعد یہ بولے وہ جواں
ہے خیال آپ کا اس وقت نہ معلوم کہاں
دیکھیے چل کے ذرا حالتِ شاہِ دوجہاں
صاف کھل جائے گا سب حال عیاں راچہ بیاں
غیظ میں بہرِ وغا خیمے سے آئے ہیں حسینؑ
ذوالفقارِ اسداللہ بھی لائے ہیں حسین

۶۰

رَن میں مارے گئے سب یاورِ سلطانِ امم
باغِ زہراؑ و علیؑ کے ہوئے سب نخل قلم
حد نہیں جس کی وہ سید پہ ہوئے ظلم و ستم
ڈگمگائے نہ ذرا بھی شہِ والا کے قدم
اتنے غم سہہ کے یہ حالت ہے خدا خیر کرے
دم میں آنے کو قیامت ہے خدا خیر کرے

۶۱

یہ نہ فرزندِ علیؑ ہیں نہ یہ ہیں سبطِ رسولؐ
قہرِ حق کا ہوا شبیرؑ کی صورت میں نزول
حکمِ حاکم سے اگر ہم نے دیا جنگ کو طول
قتل ہو جائیں گے سردار سپاہی مقتول
سر پہ آئی ہے بلا ہوش اڑے جاتے ہیں
جتنے فوجوں میں جواں مرد ہیں گھبراتے ہیں

۶۲

کر کے ہم ان سے مبارز طلبی پچھتائے
ہم نے جب ان کو پکارا تو یہ لڑنے آئے
کون اب بہرِ وغا سامنے ان کے جائے
ان سے وہ جنگ کرے تیغ کے جو پھل کھائے
ہم تو سمجھے تھے کہ ہیں بے کس و مجبور حسینؑ
کیا خبر تھی کہ نہیں جنگ سے معذور حسینؑ

۶۳

جب سنی یہ پسرِ سعدِ لعیں نے گفتار
ان سے یہ کہنے لگا جوش میں آ کر مکار
کہہ دو تم فوجوں سے جا کر کہ ہے ڈرنا بے کار
مل کے حملہ کریں سب ابنِ علیؑ پر اک بار
وار ہر سمت سے ہوں گے تو نہ دم لیں گے حسینؑ
جنگ کس کس سے کریں گے کسے روکیں گے حسین

۶۴

افسرانِ سپہِ شام نے جس دم یہ سنا
ہو کے مجبور پھرے اور یہ فوجوں سے کہا
لے لو شبیرؑ کو حلقے میں نہ ہو دیر ذرا
چار جانب سے جو گھر جائیں تو ممکن ہے وغا
جنگ کو طول سنا ہے کہ نہ دیں گے شبیرؑ
وقت تھوڑا سا ہے تا عصر لڑیں گے شبیرؑ

۶۵

حکم یہ سنتے ہی پیدل بڑھے اسوار بڑھے
گھیرنے شہ کو سپاہی بڑھے سردار بڑھے
تیغیں تولے ہوئے ہر سمت جفا کار بڑھے
یا علیؑ کہہ کے اِدھر سے شہِ ابرار بڑھے
غل ہوا فوجوں میں دیکھو شہِ ذی جاہ کا رنگ
غیظ میں سرخ ہے ابنِ اسد اللہ کا رنگ

۶۶

ہاتھ قبضے پہ جو پہنچا تو مچلنے لگی تیغ
نام گونجا جو علیؑ کا تو نکلنے لگی تیغ
خون کی پیاسی تھی رنگ اپنا بدلنے لگی تیغ
تپشِ مہر سے گرما کے اُبلنے لگی تیغ
متحرک ہوا قبضہ تو نکالی تلوار
فاتحِ بدر کی صورت سے ہلا لی تلوار

۶۷

ہے کدھر ساقیٔ مہوش مجھے صورت تو دکھا
منتظر دیر سے ہوں حال مرا دیکھ ذرا
کیوں یہ انگڑائیاں آنے لگیں کیا مجھ کو ہوا
رک کے چلتا ہے قلم تھکنے لگی طبعِ رسا
مے کا وہ جام عطا کر کہ مجھے ہوش آئے
بزم میں رزم کی تصویر کھنچے جوش آئے

۶۸

پیر پی کر جسے ہوتے ہیں جواں دے وہ شراب
جس کے پینے سے مٹے غم کا نشاں دے وہ شراب
جس سے ہو جائے مری طبع رواں دے وہ شراب
ناتوانی میں بڑھے تابِ وتواں دے وہ شراب
جس کو شبیرؑ کے ہر یاور و ناصر نے پیا
ضعفِ پیری میں حبیب ابن مظاہر نے پیا

۶۹

مجھ پہ بھی ضعف ونقاہت کا اثر ہے ساقی
دل ہے قبضے میں نہ قابو میں جگر ہے ساقی
کچھ مرے قصد کی بھی تجھ کو خبر ہے ساقی
مہمِ سخت مرے پیش نظر ہے ساقی
تو جو چاہے تو ابھی زورِ طبیعت بڑھ جائے
مئے پُرکیف پیوں قلب کی قوت بڑھ جائے

۷۰

دم میں تیغِ دوزباں بن کے رواں ہو یہ قلم
سر بسر صفحۂ قرطاس بنے دشتِ ستم
حملہ ور فوجوں پہ اک سمت ہو پیاسا ضیغم
اک طرف بھاگتی پھرتی ہو سپاہِ اظلم
تن سے ہو ہو کے جدا دشت میں سر گرتے ہوں
تنِ بے سر لیے میداں میں فرس پھرتے ہوں

۷۱

دم بخود خوف سے پیدل کہیں اسوار کہیں
جاں بلب ڈر سے سپاہی کہیں سردار کہیں
ڈھالیں ہاتھوں سے کہیں گرتی ہوں تلوار کہیں
پھرتے ہوں لاشے کچلتے ہوئے رہوار کہیں
یوں جمے جنگ میں تیغِ شہِ ابرار کا رنگ
خوں کے چھینٹوں میں اڑے فوجِ سیہ کار کا رنگ

۷۲

شور برپا ہو کہ آئی ہے قیامت دیکھو
پسرِ شیرِ الٰہی کی شجاعت دیکھو
بے کسی میں شہِ والاؑ کی جلالت دیکھو
انتہا صبر کی اور زورِ امامت دیکھو
جلد بھاگو اسدِ حق کا پسر غیظ میں ہے
فاتحِ خیبر و خندق کا پسر غیظ میں ہے

۷۳

تیغ ہو دستِ شہِ دیں میں چمکتی ہوئی برق
جانبِ غرب کبھی جائے کبھی جانبِ شرق
تن کہیں گرتے ہوں کٹ کر تو کہیں گرتے ہوں فرق
بھاگیں ساحل سے جو گمراہ تو دریا میں ہوں غرق
گرتے ہی ڈوب کے ابھریں تو ہوں فی النار لعین
آ کے تھامے جو اجل ہاتھ تو ہوں پار لعین

۷۴

اک طرف خاک پہ فوجوں کے نشاں گرتے ہوں
ایک جانب تبر و تیر و کماں گرتے ہوں
سر کے ہمراہ کہیں خودِ گراں گرتے ہوں
گرز ہاتھوں میں لئے پیلِ دماں گرتے ہوں
جا کے خیمے میں کہیں شمرِ ستمگار چھپے
خوف کے مارے بنِ سعد بداطوار چھپے

۷۵

سر پہ کفار کے یوں شاہ کی تلوار گرے
دشت میں جیسے کہیں برقِ شرر بار گرے
چلے اک بار کہیں اور کہیں دو بار گرے
ہو کے دو کوئی گرے ہو کے کوئی چار گرے
دھوم ہو تیغِ شہِ دیں کی تو ہو دھاک کہیں
ہاتھ رکنے پہ بھی رکتی نہ ہو بے باک کہیں

۷۶

تیغ کے ساتھ فرس شہ کا ہو مصروفِ جدال
ہر قدم پر سرِ میدان دکھاتا ہو کمال
کوئی گھوڑے سے جو گرتا ہو عدو ہو کے نڈھال
یہ اُسے کرتا ہو ٹاپوں کی زَدوں سے پامال
رکھ کے سینے پہ قدم دم کا نکلنا دیکھے
سر اٹھا کر کبھی تلوار کا چلنا دیکھے

۷۷

اک طرف کاٹتی ہو تیغ کسی کی گردن
دوسری سمت پکڑتا ہو گلے کو توسن
پھر کمال اپنا دکھاتا ہو یہ با چشمِ زدن
کھینچ کر زین سے دم لیتا ہو وہ غنچہ دہن
نہ ہو راکب کا اشارہ تو نہ چھوڑے گردن
سر جدا تیغ کرے اور یہ توڑے گردن

۷۸

شور ہر سمت ہو کتنا ہے وفادار فرس
اسداللہ کے بیٹے کا ہے جرّار فرس
گو امامت کا اٹھائے ہوئے ہے بار فرس
پھر بھی ہے مثلِ اسد برسر پیکار فرس
جس طرف جاتا ہے دو چار کی جاں لیتا ہے
بس جو کہتے ہیں شہِ دیں تو اَماں دیتا ہے

۷۹

شام کی فوجوں کا یہ حال ہو ڈر کے مارے
نظر آنے لگیں نامردوں کو دن میں تارے
کوئی بھاگے کوئی تڑپے کوئی ہمت ہارے
کہیں زخموں سے رواں خون کے ہوں فوارے
تیغ کی آنچ سے میدانِ ستم جلتا ہو
عصر کا وقت قریب آتا ہو دن ڈھلتا ہو

۸۰

ہو چکی دیر بہت اب تو پلا دے ساقی
واسطہ ساقئ کوثر کا چھکا دے ساقی
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے ساقی
فکر کچھ اور اگر ہے تو بتا دے ساقی
دلِ مَے کش میں بھی اس دم یہ خیال آیا ہے
دشت میں ساقئ کوثر کا پسر پیاسا ہے

۸۱

خیر کچھ غم نہیں مَے خانے سے ہوتا ہوں رواں
میری تقدیر جو یاور ہے تو ہو گا یہ عیاں
بزم میں متفق اللفظ کریں گے یہ بیاں
اللہ اللہ یہ عالم ہے کہ پیری ہے جواں
کیوں نہ ہو میکدۂ خاص کا مَے خوار ہے یہ
پسرِ ساقئ کوثر کا عزادار ہے یہ

۸۲

دے اجازت مجھے کر بند درِ مَے خانہ
شام ہونے کو ہے اور ختم ہے یہ افسانہ
آئے پینے کو جو اس وقت وہ ہے دیوانہ
شمع کے گرد تڑپتا ہے ہر اک پروانہ
غم میں پروانوں کے بجھ جائے تو کیا ہو ساقی
ناموافق نہ کہیں آج ہوا ہو ساقی

۸۳

ساقیا جنگ میں مصروف ابھی ہیں شبیرؑ
ہاتھ میں تیغ اٹھائے ہیں شہِ عرشِ سریر
الاماں کا ہے کہیں غل کہیں بے حال شریر
بھاگتے پھرتے ہیں روباہوں کی صورت بے پیر
کوئی کہتا ہے پیمبرؐ کی دُہائی مولا
بخش دو حیدرِ صفدرؑ کی دُہائی مولا

۸۴

واسطہ دیتا ہے خالق کا کوئی بد اطوار
کوئی چلّاتا ہے للہ نہ کیجے پیکار
امتِ جد پہ کرو رحم برائے غفار
کوئی باقی نہ رہے گا جو نہ روکی تلوار
کر کے آمادۂ جنگ آپ کو پچھتاتے ہیں
نام اب لیں گے نہ لڑنے کا قسم کھاتے ہیں

۸۵

شاہِ دیںؑ نے جو سنی اہل ستم کی یہ صدا
دل پہ اک چوٹ لگی روک کے تلوار کہا
میرا لڑنے کا ارادہ نہ تھا اے فوجِ وغا
تم نے مجبور سمجھ کر مجھے مجبور کیا
چھٹ گئے یاور و انصار رہا میں خاموش
سارا اجڑا مرا گلزار رہا میں خاموش

۸۶

تم اماں کے ہوئے طالب تو اماں دی میں نے
دیکھ لو تیغ دو دم میان میں رکھ لی میں نے
تم نے مانی نہیں جو بات وہ مانی میں نے
لاکھ دشمن تھے مگر پیاس بجھائی میں نے
پوچھ لو حر کے رسالے کو پلایا پانی
تین دن ہو گئے میں نے نہیں پایا پانی

۸۷

ایک میں ہی نہیں سب ہیں مرے پیارے پیاسے
بیبیاں پیاسی ہیں بچے بھی ہیں سارے پیاسے
مرے سب یاور و ناصر بھی سدھارے پیاسے
لڑ کے میدانِ وغا میں گئے مارے پیاسے
تیر معصوم کو مارا نہ پلایا پانی
تیغ تب کھینچی ہوا سر سے جو اونچا پانی

۸۸

سن کے یہ شاہ کی تقریر ستمگر تھے خموش
دیکھ کر شمر و بنِ سعد کے جاتے رہے ہوش
پوچھا بڑھ کر کہ ہوا جنگ کا کیوں بند خروش
کیوں ہٹے آتے ہیں جو بڑھ رہے تھے دوش بدوش
تھک چکے ہیں شہِ دیں ہاتھ میں شمشیر نہیں
خوف اب تک تھا تمہیں جن کا یہ وہ شبیرؑ نہیں

۸۹

دیکھو تکتے ہیں سوئے خیمہ بصد حسرت و یاس
ہے کوئی شاہ کا یاور نہ کوئی رتبہ شناس
اپنی تنہائی کا غم ہے شہِ والا ہیں اداس
دور سے تیر ہی برساؤ اگر کچھ ہے ہراس
وقت پہ ہاتھ سے کھویا تو نہ پھر پاؤ گے
سن لو ہم صاف کہے دیتے ہیں پچھتاؤ گے

۹۰

ان کو سمجھا کے گئے تھے نہ ابھی وہ مکّار
تیر ہر سمت سے آئے شہِ دیں پر اک بار
اتنے تیر آئے کہ ممکن ہی نہ تھا جن کا شمار
تن پہ جو لگتا تھا شہ کرتے تھے شکرِ غفار
کہتے تھے ظالمو یہ ظلم و ستم کچھ بھی نہیں
میں ہوں مشغولِ دعا مجھ کو الم کچھ بھی نہیں

۹۱

کیا نہیں جانتے تم میں ہوں علیؑ کا دلبر
طاعتِ حق میں تھے مشغول شہِ جن و بشر
پاؤں سے تیر کھنچا کچھ نہ ہوئی ان کو خبر
ارث میں پائے ہیں میں نے بھی انہیں کے جوہر
شوق سے کھائے گا زخمِ تبرو تیر حسینؑ
سجدہ خالق کا کرے گا تہہِ شمشیر حسینؑ

۹۲

کہہ کے یہ زینِ فرس سے جو گرے شاہِ ہدا
تنِ مجروح رہا تیروں پہ کچھ دیر رکا
جسم کے پار ہوئے تیر تو سنبھلے مولاؑ
رکھ کے سر خاک پہ سجدہ کیا خالق کا ادا
شمر اتنے میں لیے خنجرِ کیں آ پہنچا
قتل کرنے کو قریبِ شہِ دیں آ پہنچا

۹۳

پاس آ کر جو سنی شمر نے سرور کی صدا
سجدۂ حق میں یہ فرماتے ہیں اے ربِّ علا
تجھ سے اس دم ہے یہ اس بندۂ عاجز کی دعا
بخش دے امتِ جدّ کی مرے معبود خطا
ساتھ تیرے مرے نانا کا سدا نام رہے
میں رہوں یا نہ رہوں حشر تک اسلام رہے

۹۴

سن کے یہ شمر شقی پر نہ ہوا کچھ بھی اثر
ہے غضب گردنِ شبیرؑ پہ رکھا خنجر
جب چلانے لگا تو شہِ نے کہا شمر ٹھہر
دیکھ کٹتا ہے مرے ساتھ گلوئے مادر
ظلم جو ہوتا ہے مجھ پر وہ سہے لیتی ہے
حلق پر میرے گلا اپنا رکھے دیتی ہے

۹۵

شاہ کہتے رہے کی اُس نے نہ مطلق پروا
کند خنجر سے شقی نے سرِ سرور کاٹا
جب گلا کٹتا تھا تو آتی تھی رگ رگ سے صدا
میرے اللہ کیا تو نے مجھے صبر عطا
شکر ہے تیری حضوری میں مرا دم نکلا
تیری امداد سے میں فاتحِ عالم نکلا

۹۶

کاٹ کر لے چلا جب شمر سرِ سرورِ دیں
عرش تھرّا گیا ہلنے لگی مقتل کی زمیں
غل ہوا قتل ہوا دوشِ محمدؐ کا مکیں
رو کے دیتے تھے صدا یہ ملکِ عرش بریں
قتل زہراؑ کا ہوا لال دُہائی یا رب
کرتے ہیں لاش کو پامال دُہائی یا رب

۹۷

منتظر تھی درِ خیمہ پہ جو سرورؑ کی بہن
یہ صدا سن کے چلی پیٹتی پابندِ محن
دیکھی مقتل میں پڑی لاشِ شہنشاہِ زَمَن
رو کے چلاّئی کہ اجڑا مری امّاں کا چمن
کس نے کاٹا ترے سرکو مرے پیارے بھائی
چھوڑ کر ہم کو سوئے خلد سدھارے بھائی

۹۸

آئی آواز کٹے حلق سے جاؤ زینبؑ
ہم کو یہ حال نہ للہ دکھاؤ زینبؑ
دل پہ اب داغ جدائی کا اٹھاؤ زینبؑ
جاؤ جلدی ابھی میداں میں نہ آؤ زینبؑ
لاش پامال مری کرنے کو آئیں گے عدو
انتہا ظلم کی دنیا کو دکھائیں گے عدو

۹۹

ہو کے مجبور جو مقتل سے چلی وہ دلگیر
شور ہونے لگا ہر سمت بڑھی فوجِ کثیر
ہے غضب دیکھتی ہے مڑ کے جو شہؑ کی ہمشیر
گھوڑے دوڑانے لگے لاشۂ سرورؑ پہ شریر
لاش پامال ہوئی زینبؑ مضطر تڑپی
کبھی اٹھی کبھی بیٹھی کبھی گر کر تڑپی

۱۰۰

بس رواںؔ طول نہ دو غم سے ہے مجلس بے چین
ہائے مولا کوئی کہتا ہے کوئی ہائے حسینؑ
کس کا دل ہے جو سنے زینبؑ دلگیر کے بین
فاطمہؑ کی ہے صدا ہائے میرے نور العین
کہتے ہیں اہلِ عزا ضبط کا یارا ہی نہیں
یہ ہے وہ بحرِ رواں جس کا کنارا ہی نہیں